رجسٹرڈ نمبر ......

حب الوطن من الایمان

کاکوری اخبار

پندرہ روزہ

ایڈیٹر ڈاکٹر سعید احمد علوی نسیم — قیمت ۱۰ نئے پیسے

سالانہ چندہ دو روپیہ ۲/-

فی پرچہ اٹھارہ نئے پیسے ۱۸ / ۱۰

ترسیل زر کا پتہ

۱. شمس علوی منیجر کاکوری اخبار ۲۴/۳۱ امین آباد پارک لکھنؤ

۲. مبارک بک ڈپو بندر روڈ مقابل ڈینسو ہال کراچی نمبر ۲

خبروں اور مضامین کے سلسلے میں خط و کتابت ایڈیٹر سے اور مالی و انتظامی امور میں منیجر سے کی جائے۔

جلد نمبر ۱ | یکم دسمبر ۱۹۶۲ء مطابق ۲ر رجب المرجب ۱۳۸۲ھ | شمارہ نمبر ۷

روداد چمن

از عفت بانو زیبا کاکوروی

وطن کا حال مت پوچھو وطن کو چھوڑنے والو
یہاں کے حسن کو، سرو و سمن کو چھوڑنے والو
یہاں سنسان راہیں اب بھی تم کو یاد کرتی ہیں
یہاں کی عظمتیں روتی ہیں اور فریاد کرتی ہیں
یہاں جذباتِ نادر گم ہوئے غربت کی راتوں میں
تڑپ کے سب ترانے کھو گئے قسمت کی گھاتوں میں
یہاں اب قیس باقی ہے نہ لیلیٰ ہے نہ محمل ہے
یہاں ٹوٹا ہوا دل ہے، یہاں گم کردہ منزل ہے
یہاں ناکامیاں ہیں، بے حسی ہے، تنگدستی ہے
یہ محسن کا وطن ہے ہاں یہی تسنیم کی بستی ہے
یہاں افلاس کے غمخواریوں کا رقص ہوتا ہے
یہاں [illegible] بھوک کی خودداریوں کا رقص ہوتا ہے
نگاہِ یاس [illegible] منظر پہ تکتی ہے
[illegible] عشرت کدوں کی آج ہر اک اینٹ تکتی ہے
یہاں لٹ کے [illegible] روشنی دیتے ہیں راہوں کو
ترستا ہے یہاں ہر غم، مروت کی نگاہوں کو
اصولِ زندگی بدلے بہارِ گلستاں بدلی!
خلوصِ ہم نشیں بدلا نگاہِ گلستاں بدلی

کہاں ارباب گلشن ہیں، یہ سب بربادیاں دیکھیں
شکستہ بال و پر دیکھیں یہ اُجڑے آشیاں دیکھیں
یہ گر چاہیں تو پھر گلزار بن جائے یہ ویرانہ
یہاں کے بام و در دہرائیں پھر ماضی کا افسانہ
نہ گھبراؤ وطن کی گود سے بچھڑے ہوئے پیارو
یہاں کی محفلِ عیش و مسرت کے خریدارو
مٹا دے گردشِ دوراں ہیں یہ ہو نہیں سکتا
یہاں کا نوجواں مجبور ہو کر رو نہیں سکتا
یہاں روحانیت عرفان کے شاہوں کے مدفن ہیں
حبیب حیدر و انور کے اور کاظم کے مسکن ہیں
سکوتِ حیدری چونکا خلوصِ کاظمی جاگا
تصوف کا عصا لیکر غرورِ قادری جاگا
یہاں حقانیت کا معرفت کا اب بھی پہرا ہے
مقدس مقبروں کا ہر کلس اب بھی سنہرا ہے
یہاں کی خاک میں پوشیدہ کچھ انوار باقی ہیں
ابھی تدبیر باقی ہے ابھی فنکار باقی ہیں
غبار آلودہ ماتھوں پر شکن باقی ہے عظمت کی
ابھی آلودہ آنکھوں میں کرن باقی ہے غیرت کی

خدایا وہ بھی دن آئے خوشی سے مسکرائیں ہم
وطن کے روئے زیبا کو ستاروں سے سجائیں ہم

حضرت شاہ نظام الدین چشتی کاکوروی اورنگ آبادی

... ودود کاکوروی

حضرت نظام الدین چشتیؒ ۱۰۷۰ھ مطابق ۱۶۵۹ء یعنی شاہجہاں بادشاہ کے زمانہ میں بمقام قصبہ کاکوری پیدا ہوئے۔ بعض پیدائش کے لحاظ سے یہ فاغورث، ملک زادہ کے ہم عصر معلوم ہوتے ہیں جن کا احوال مشاہیر کاکوری کے صفحہ ۲۵۲ میں ہے۔ مناقب المحبوبین، برکات الاولیاء، رباعیات عینی، روائح نظام، رسالہ نگار ستمبر ۱۹۲۶ء ان سب کی بوابہ سے آپ کا وطن کاکوری ہونا ثابت ہے۔ آپ نے والد مولانا عزت اللہ عرف قیام الدین صاحبؒ سے عربی و فارسی وغیرہ کی تعلیم حاصل فرمائی۔ اگرچہ آپ کو معقولات و منقولات میں پوری دستگاہ تھی تاہم آپ کی پیاس نہ بجھی، سیاحت کا شوق دامنگیر رہتا اور علم کے شوق میں وطن چھوڑنے پر تیار رہتے۔

آپ نے والد سے اپنا خیال ظاہر کیا۔ پدری شفقت کی وجہ سے والد نے رد کر دیا اور فرمایا معقولات میں کیا رکھا ہے سہ قال را بگذار مرد حال شو — معقولات کی طرف گئے تو نور ایمان کھو بیٹھو گے۔ آپ خاموش ہو گئے۔ چند روز بعد حضرت نظام الدینؒ نے خواب دیکھا کہ سارے حجاب اٹھ گئے ہیں اور نور ایمان سے دل و دماغ روشن ہے جہاں یہ دولت ہاتھ آئی ہے وہ مقام دہلی ہے والد ماجد سے اپنا خواب بیان کیا اور سیر و سیاحت کی اجازت چاہی، وہ خواب سن کر بہت خوش ہوئے اور سعید فرزند کے اصرار پر بچشم گریاں ترک وطن کی اجازت دیدی۔ والد سے اجازت ملنے پر آپ دہلی روانہ ہو گئے (دلچسپ امیر حسن صاحب مرحوم کے نسب نامہ میں اسی واسطے ان کو نظام الدین سیاح لکھا ہے) دہلی پہنچ کر علماء و فقراء کے متعلق لوگوں سے معلومات حاصل کئے تو حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی کا نام سنتے ہی دل کھنچا، ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خادم نے کہا سماع کی محفل ہو رہی ہے غیر کو جانے کا حکم نہیں۔ آپ نے کہا اچھا اطلاع کر دو۔ خادم نے جا کر عرض کیا کہ ایک صاحب نظام الدین نامی آئے ہیں۔ شاہ کلیم اللہ جہان آبادی نے فرمایا نام سے آشنائی کی بو آتی ہے غیر نہیں بلا لو۔ خادم نے بلا لیا الغرض

کم دسمبر ۶۲ء

نے بصد ادب سلام عرض کیا۔ شاہ صاحب نے قریب ہی بٹھا لیا۔ خود نظام الدین صاحبؒ فرماتے تھے کہ میں نے جیسے ہی یہ سماں دیکھا کاکوری والا خواب یاد آگیا۔ سماع کی محفل کے بعد حضرت کلیم اللہ شاہ جہان آبادی نے ان کو اپنے یہاں قیام کا حکم دیدیا۔ یہ عرصہ تک رہے اور پھر مرید بھی ہو گئے۔ مرشد کے حکم کے مطابق ریاضت کرتے رہے جب طریقت و حقیقت میں کمال [illegible] مرشد نے اجازت خلافت دیکر اورنگ آباد دکن مستقر قرار دیا۔ شاہ نظام الدین مختلف مقامات شولاپور وغیرہ ہوتے ہوئے اورنگ آباد پہونچے۔ اس زمانہ میں مبارز خاں حیدرآباد دکن میں مقیم تھا اس کے پاس حیدرآباد کے ایک بزرگ کی کلی تھی یہ اس کو فوج کے آگے رکھتا تھا اس واسطے اس کو شکست نہیں ہوتی تھی آصف جاہ اول کو شاہ دہلی نے حکم دیا کہ مبارز خاں کو شکست دو اس کے صلہ میں دکن کا علاقہ تمہارا ہے۔ دہلی سے چلتے وقت آصف جاہ اول شاہ کلیم اللہ جہان آبادی کے پاس دعا کو گئے۔ انہوں نے دعا فرمائی اور کہا میں نے شاہ نظام الدین کو اورنگ آباد بھیج دیا ہے ان سے ملو اور ایک ٹھیکری پر لکھ دیا کہ دنیا کا کتا آتا ہے اس کو ہڈی دیدینا۔ آصف جاہ اول نے اس ٹھیکری کو اپنی پگڑی میں رکھ لیا۔ اور اورنگ آباد پہونچے۔ شاہ نظام الدینؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تمام واقعات عرض کئے اور ٹھیکری پیش کی انہوں نے ٹھیکری کو سر پر رکھ لیا۔ اور ان کو سات روٹیاں لا کر دیں جن پر ہڈی رکھی ہوئی تھی اسی وجہ سے دکن میں سات فرمانروا ہوئے۔ آصف جاہ اول نے عرض کیا کہ مبارز خاں کے پاس ایک بزرگ کی کلی ہے وہ بھی مجھے مل جائے۔ آپ نے فرمایا کل صبح اول وقت نہا کر پیاز کھاؤ۔ قرآن شریف پڑھو پھر ہمارے ساتھ فجر کی نماز ادا کرو۔ آصف جاہ اول نے ان تمام احکام کی تعمیل کی۔ حضرت موصوف نے اشارہ کیا۔ کلی وہ رکھی ہے لے لو۔ انہوں نے بہت شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد مبارز خاں سے مقابلہ ہوا۔ آصف جاہ اول کامیاب ہوئے۔ اس طرح ان کو دکن کی سلطنت مل گئی۔ کتنی عبرت کی بات ہے کہ آصف جاہ سابع سے حکومت چھین گئی یعنی ہر زمانہ عروج حضرت شاہ نظام الدین ۱۲ ذیقعدہ ۱۱۴۲ھ مطابق [illegible] بروز شنبہ [illegible] ہمارے بعد لگی ساتویں روٹی ختم ہو گی اسی طرح حضرت شاہ نظام الدین کی نسبت کا کرامتی [illegible]

رموز مملکت خویش خسرواں دانند

(۱۲ دسمبر ۱۹۶۲ء)

طاہر محسن علوی فور المغات، آنس کاکوری

"خدا کی باتیں خدا ہی جانے" تو مشہور ہے مگر اب سرکار کی باتیں سرکار ہی جانے بھی۔ ضرب المثل ہونا چاہیئے۔ ایک نو خدا کا کن کیا ہوتا ہے کہ ہماری سرکار دربادر بہ نفس نفیس سفر کا انتظام کرنے پر مستعد ہوئی۔ ترکی تم الگ رہو۔ فرانس تم دنادان ہو۔ ہم سب بندوبست کرے گا۔ بغاوت کی آگ پھونک سے بجھائے گا۔ آپ جانئے۔ دشمن تو ان حقیر دبیچارہ مگر دہ قول استاد ہے۔ جلدی ایک ہی شیطان نکلا، اس نے سرکار کو خوب خوب حیران کیا۔ اور تو اور جنرل گارڈن کو چٹنی کر ڈالا۔ پہلے تو دادیلا رہی۔ طبلہ کو ہماری سرکار ناک کان کی سلامتی سے بیرنگ واپس آئی۔ دسے بیچئے دم بھر آدم نہ کیا تھا کر بہار پر چڑھائی ہوگئی۔ کیو در خیر تو ہے اس کمبخت کی شامت آئی ہے۔ ابھی شامت کی کوئی حد بھی ہے۔ جب دیکھو ہکو آنکھیں دکھاتا دیوانہ پن کی آڑ میں مظالم کئے جاتا ہے۔ ہماری غیرت حمیت نے بھلا ایسی توہین کبھی گوارا کی ہیں، کوئی ہاتھ اٹھائے ہاتھ کاٹ ڈالیں، آنکھ دکھائے آنکھ نکال لیں۔ کان کھڑے کان کاٹ ڈالیں۔ ہاں ہاں سچ ہے سچ واقعی یہ مردود بخت گوشمالی کا مستوجب ہے ضرور کسر نکالی جائے مگر ایک بات سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ یہ آخر جنرل گارڈن کے مرنے پر آپ کو کیوں جوش نقاص نہ آیا۔ اس کا خون ناحق رنت۔ خدا کس مصلحت سے بہ جانے دیا اور کانوں کان خبر نہ ہوئے چپ رہو۔ خاموش۔ زیادہ مت بکو۔ قلم تم سے کہتا ہے۔

انتخاب اودھ پنچ:۔

منشی سجاد حسین مرحوم کاکوروی ایڈیٹر اودھ پنچ اپنی ادبی کارناموں اور اودھ پنچ کی وجہ سے کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں اودھ پنچ اب ناپید ہو رہا ہے اور ہندوستان کے کچھ لوگ ہوں گے جن کے پاس اس کے نسخے مل سکیں۔ تاکہ میں وقتاً فوقتاً میں اس مضمون گا کہ جس قدر مضامین مل سکیں۔۔۔ تھوڑے تھوڑے کر کے کاکوری اخبار کے ذریعہ ان کو پھر سے جنم

فوری توجہ کی ضرورت

بڑا افسوس ہے کہ باوجود بار بار توجہ دلانے کے اہل وطن میں جمود کی سی کیفیت ہے جس جذبہ کے تحت کاکوری اخبار کا اجراء کیا گیا اس کا تقاضہ تو یہ تھا کہ کاکوری اخبار کی اشاعت کے لئے چندہ سالانہ ہی کیا اور مزید عطیات دئے جاسکتے یا جن اہل وطن نے اخبار کے اجراء کے سلسلے میں عطیات کا وعدہ کیا تھا۔ وہ اپنے عطیات سے بلا کسی پس و پیش کے نوازتے۔ افسوس ہے کہ ان میں سرد مہری پیدا ہوگئی اور کارکنان کاکوری اخبار کو انھوں نے ایک آزمائشی دور میں مبتلا کر دیا۔ کاکوری اخبار کا ساتواں نمبر اہل وطن کی خدمت میں پیش ہے۔ مگر اہل وطن کو اس کا احساس نہیں ہے کہ جبکہ سرمایہ نہ رہے گا تو اخبار کی موت و ذلت کا سوال درپیش ہوگا۔ ساتواں نمبر قرض کا محصول ادا کر کے اہل وطن کی خدمت میں آخری مرتبہ پیش کر رہے ہیں اور اب یہ آخری عرضداشت ہے اگر اب بھی جلد خریداران حضرات نے اپنے عطیات اور چندہ سالانہ سے نہ نوازا تو ہم مجبور ہوں گے کہ اس کا اخبار بند کر دیں۔ مغربی پاکستان میں بھی امید افزا حالات بھی ہم کو دو چار نہ ہونا پڑا اتنک اس حصہ میں صرف ۳۰ حضرات نے اپنا چندہ بھیج کیا اس طرح مشرقی حصہ والوں کا بھی یہی حال ہے اس کے علاوہ جو ہندوستان کے مختلف حصوں میں اہل وطن مقیم ہیں وہ بھی خاموش بیٹھے ہوئے اپنے چندہ سے نہیں نوازتے ہیں۔ آئندہ اشاعت میں ہم مجبور ہوں گے جنھوں نے عطیات دینے نوازنے کا اعلان کیا اور اس کے بعد خاموش ہوگئے ان کے اسماء گرامی کا اعلان کر دیں۔ ایڈیشن علماء کاکوری مجبر

دیا جائے

میں اور اہل قلم حضرات جن کے مضامین فرضی ناموں سے اس میں نکلتے رہے ہیں ان کو زندہ کرنے کی کوشش کی جائے۔ لہٰذا یہ پہلی قسط اخبار کے لئے روانہ کرتا ہوں اور آئندہ کے لئے آپ کی یاددہانیوں کی ضرورت پیدا کرے گی۔ ایڈیٹر صاحب سے مجھے معاف فرمائیں گے۔ یاددہانیاں اس وجہ سے کرتا ہوں گی کہ فرصت کم اور نہ زیادہ مکروہات کی انتہا نہیں اور پھر اپنی تساہلی ہے

افسانہ:-

جانِ عالم

از فریدہ علوی

جان عالم کی عمر ابھی چار ہی برس کی تھی کہ اس کی ماں کا سایہ اس کے سر سے اٹھ گیا۔ اس خاندان میں کچھ ایسا اتفاق تھا کہ اکثر بچے اپنی ماؤں کی گود میں پرورش نہیں پاتے تھے بلکہ خاندان کی کسی دوسری بوڑھیوں کے ہاتھوں ان کی پرورش ہوتی تھی چنانچہ جان عالم کو بھی اپنی ماں کے ہاتھوں پڑھنا اور پلنا نصیب نہیں ہوا اور اس کی ماں کے انتقال کے بعد اس کی پرورش کی ساری ذمہ داری اس کے رشتہ کی نانی نے اپنے ذمہ لے لی۔ جب جان عالم کی پرورش کا یہ انتظام ہو گیا تو اس کے والد شاہ عالم کو اپنی دوسری شادی کی فکر ہوئی چونکہ آمدنی کافی تھی اس لئے انھیں اپنی دوسری شادی کرنے میں کوئی دقت نہ ہوئی جان عالم کی ماں کے انتقال کو مشکل سے چند ہی مہینے گذرے ہوں گے کہ شاہ عالم نے اپنی دوسری شادی کر لی۔ شروع شروع میں تو سوتیلی ماں کا برتاؤ جان عالم کے ساتھ بہت اچھا تھا۔ وہ روزانہ بچہ کو نانی کے یہاں سے بلا لیتی اور ہر طرح سے اس کو اپنے سے مانوس کرنے کی کوشش کرتی۔ چند دنوں تک اس کی بہار رہی اور جب شوہر کو پوری طرح اپنا فرماں بردار بنا لیا اور جب خود بھی صاحب اولاد ہو گئی تو میاں جان عالم کی پوچھ گچھ ختم ہو گئی۔ اب نہ وہ اس کی خاطر داری ہی باقی رہی اور نہ وہ محبت۔ وہی جان عالم جو کچھ دن پہلے ماں باپ دونوں کی آنکھوں کا تارا بنا ہوا تھا اس کی سوتیلی ماں کی نظروں میں اس کا وجود کانٹے کی طرح کھٹکنے لگا۔ جب تک جان عالم کی ماں کا زیور اور کپڑے شاہ عالم کے ہاتھ نہیں لگے تھے یہ بھی اپنی پرانی سسرال آتے جاتے رہے اور سب سے میل جول قائم رہا۔ مگر رفتہ رفتہ جب ادھر سے پورا اطمینان حاصل ہو گیا تو وہ محبت نفرت میں تبدیل ہو گئی

دنوں سے مہینے اور مہینوں سے برس گذر گئے۔ اور اس طرح بچہ کی زندگی گذرتی رہی کہ نانی کے پاس آتا تو ماں باپ کی شکایتوں کا دفتر کھول دیتا۔ اور باپ کے گھر جاتا تو نانی کی برائیاں کرتا۔ اس طرح کی خراب عادتوں کی نشو و نما اس معصوم میں فریقین کے اختلافات کے باعث ہونا شروع ہو گئیں اور وہ ان حالات میں پروان چڑھنا شروع ہوا۔ رفتہ رفتہ جان عالم اس قابل ہوا کہ اس کو مکتب بھیجا جائے۔ چنانچہ ماموں نے بہت ارمانوں کے ساتھ اس تقریب کو کیا اور جان عالم کی تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا۔ وقت گذرتے دیر نہیں لگتی۔ اب وہ وقت بھی آ گیا جب اسے مکتب سے نکال کر مدرسہ میں داخل کیا گیا۔ خود باپ کو اگرچہ تعلیم دلانے کا شوق تھا مگر وہ اس مد میں اپنی جیب سے ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کرنا چاہتے تھے اس لئے یہ بار بھی ماموں ہی نے برداشت کیا اور نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ اسے مدرسہ میں داخل کر دیا۔ جہاں وہ اپنی بدشوقی کے باعث زیادہ کامیابی کے ساتھ تو نہ چل سکا۔ لیکن پھر بھی اس نے کسی نہ کسی طرح انٹر پاس کر ہی لیا۔

(۲)

فلک ناہنجار کو جس کسی سے مفت خدا دشمنی ہو جایا کرتی ہے تو وہ اس کو کسی طرح چین نہیں لینے دیتا پھر بھلا اس میں کیا سرخاب کے پر لگے تھے کہ وہ میاں جان عالم پر رحم کھا جاتا۔ اول تو یوں ہی کیا کم کلفت اس کے لئے تھی اس کی شفیق نانی کا بھی سایہ سر سے اٹھ گیا اور اس کے ایک سال بعد ہی اس کی محبت کرنے والی ممانی بھی اس کی غمخواری کے لئے باقی نہ رہی۔ جو اس کی ہر وقت کے آرام و آسائش کا خیال رکھتی تھی۔

ان پے در پے مصائب نے جان عالم کو اور بھی پژمردہ کر دیا۔ جس کی وجہ سے کسی وقت بھی اس کو فکروں سے مہلت ہی نہ ملتی اور دماغ بھی ایسا اچھا نہ تھا کہ جو کچھ وہ پڑھتا وہ بغیر زیادہ محنت و مشقت کے یاد کر پاتا پھر امتحان کی ناکامیابی نے اس پر اور اثر کیا کہ وہ بے چارہ ہر وقت غمگین رہنے لگا۔

اس کی ناکامی امتحان نے بھی اس کی زندگی پر کچھ ایسا بڑا اثر ڈالا کہ اب وہ بالکل خاموش رہنے لگا۔ اور اس کے ماموں کو بھی اس کا پہلے کا سا خیال باقی نہ رہا کیونکہ جائداد کے سلسلے میں شاہ عالم سے کچھ ان کی اس درجہ نااتفاقی ہو گئی تھی کہ وہ ان کا نام تک لینا نہیں چاہتے تھے۔

(۳)

جناب کو اپنی خوبصورتی اور خوش آوازی پر بھی ایک قسم کا ناز تھا ہمیشہ کھنیا بنے رہنا چاہتے تھے اور دوست احباب اپنی تفریح کے لئے آپ کو اس طرف اور بھی مغالطہ دلاتے رہتے تھے۔ بشرہ سے تو ضرور ذہانت ٹپکتی تھی مگر حقیقت اس کے خلاف تھی۔ ذہانت اور طباعی کا یہ عالم تھا کہ ایک لفظ نہ اپنی مادری زبان کا سمجھنے کی آپ کو اہلیت اور نہ کسی دوسری زبان کا۔ ایک صاحب آپ کے دوستوں میں ذرا انگریزی علم و ادب کا کچھ ذوق رکھتے تھے ان سے جو کچھ آپ نے سن رکھا تھا وہی آپ کا علمی ذخیرہ تھا اور وقتاً فوقتاً اس کو استعمال کر کے دوست احباب میں اپنی علمیت کا سکہ جمایا کرتے تھے اس طرح دوست احباب نے دیکھیے مغالطہ کو اور بھی بڑھا دیا۔ باپ کی مستقل نفرت نے ماموں کو پھر ہمدرد بنا لیا اور آخر میں انھوں نے تعلیم کیلئے جان عالم کو علی گڑھ بھیج دیا۔ وہاں ایک سال تو بڑی دلچسپی سے کٹا۔ دوست احباب بھی آپ کے بکثرت جمع ہو گئے۔ مغالطہ حسن تو وہاں کی مختلف شرارتوں اور مذاق رحسن کو ایکسٹیوگنیز [illegible] کے نام سے یاد کیا جاتا ہے) کی وجہ سے جاتا رہا مگر کچھ مذاق حسن و عشق و فیشن اور ہر وقت جوتوں اور کپڑوں کی درستی میں ضرور ایک بڑی حد تک اضافہ ہو گیا۔

(۴)

جان عالم ایف اے پاس کر کے گھر اس خیال سے آئے کہ ماموں کو اس طرف متوجہ کر کے کچھ مزید امداد کا خواہاں ہوں گا اور آگے سلسلہ تعلیم کو جاری رکھ سکوں گا۔ مگر دفعتاً بیماری کے سلسلہ میں اس دنیا سے کوچ کر گئے اب غریب کو پھر انھیں سوتیلی ماں اور باپ کے ساتھ زندگی بسر کرنا تھی۔

باپ کی دوسری بیوی سے کئی اولادیں ہو چکی تھیں انھیں کے اخراجات برداشت کرنا ان کے لئے ایک بار عظیم تھا تو بھلا جان عالم صاحب کے اخراجات تعلیم کون برداشت کرتا لہذا باپ کے پاس رہ کر پڑھنے لکھنے کی طرف سے وہ بالکل فارغ ہو گئے اور یونہی آزاد گھومنے لگے۔ فضول خرچی اور بیہودگیاں بیکاری میں اس درجہ پہونچ گئی تھیں کہ شاہ عالم بیٹے سے عاجز ہو گئے اور لوگوں سے کہہ سنکر جان عالم کو ۵۰ روپیہ ماہوار پر ریلوے میں ملازم کرا دیا۔

(۵)

پیسے ہی عیش و آرام کا سامان مہیا ہوا۔ جان عالم کی طبیعت علی گڑھ کی بگڑی ہوئی صحبتوں کا رنگ ظاہر کرنے لگی دفتر کے کاموں سے دن بھر کے بعد جب آپ تشریف لائے تو ادھر ادھر اعزا کے گھروں میں آپ کی نشست رہتی۔ ہوتے ہوتے ایک عزیز کی لڑکی سے جناب کو کچھ دلچسپی پیدا ہوئی۔ رفتہ رفتہ یہ دلچسپی محبت میں تبدیل ہو گئی مگر وہ لڑکی نہایت سنجیدہ مزاج اور پڑھی لکھی تھی جب تک اس کو آپ کی حماقتوں کا علم نہ تھا وہ آپ سے نہایت ہی بے تکلفی اور آزادی سے ملتی جلتی تھی مگر آپ کی بے وقوفی کی بھی کوئی انتہا نہ تھی آپ اس لڑکی کی ہر خاطر مدارات کو غلط سمجھتے اور مغالطوں میں پڑے رہتے آپ کی ہر حرکت جو اس کے سامنے ہوتی ایک نئے ڈھنگ سے ہوتی کئی بار آپ نے اسے خط بھی لکھے اکثر تحریروں میں اس قسم کے اشعار بھی لکھنے کی جرأت بھی فرماتے تھے جس میں صاف صاف اظہار عشق ہوتا تھا۔ ہوتے ہوتے کچھ لوگوں کو اس کی خبر ہو گئی اور انھوں نے آپ کو بہت سمجھایا مگر آپ کی عقل شریف میں کچھ نہ آیا۔ صد درجہ عقلمند ہونے کی وجہ سے آپ کو اس میں لطف آنے لگا کہ لوگ اس سلسلہ میں آپ کو ہر وقت چھیڑتے رہیں اور عام طور پر اس کا اظہار کرتے رہیں۔ تاکہ انکے والدین خواہ مخواہ

آپ کے ساتھ شادی کردیں۔ جب ان باتوں کی خبر اس لڑکی کو پہنچی تو اس کو اپنی جگہ پر بہت غصہ آیا اور اس نے اب کبیدگی اختیار کرلی اور ہر بات میں احتیاط کرنا شروع کردی۔ اور اس کوشش میں رہنے لگی کہ ان باتوں کی اطلاع ماں باپ کو نہ ہو نہیں تو دونوں طرف کی بدنامی اور رسوائی ہوگی مگر آپ کب اپنی حرکتوں سے چوکتے آپ کی طرز روش نے لڑکی کے گھر والوں کو آپ کی ان بد تمیزیوں کی خبر کردی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اعزا کے گھروں میں آپ کا آنا جانا بند کردیا گیا۔ اور آپ ناکام و بدنام ہوکر وطن کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے پاکستان چلے گئے۔

بقیہ چاٹگام کی خبریں:-

— جناب محمد خالد صاحب انصاری فنیچنگ ڈائرکٹر ایسٹرن میرین انجینئرنگ لاہور تشریف لے گئے جہاں آپ کچھ مزید مشینیں خریدیں گے۔ وہاں سے وہ راولپنڈی اور کراچی بھی جائیں گے۔

— جناب والدہ محمد امین صاحب علوی نزلہ و زکام میں شدید طور سے مبتلا ہوگئی تھیں اب خدا کے فضل سے اچھی ہیں۔

— جناب ارشاد محمد صاحب نزلہ و بخار میں مبتلا ہوگئے تھے بحمد اللہ اب اچھے ہیں۔

— جناب محمد عارف صاحب علوی اپنے سرکاری دورہ پر چند یوم کے لئے ڈھاکہ روانہ ہوگئے ہیں۔

پاکستانی ڈاک صفحہ (بذریعہ ڈاک)

— حارثہ خاتون بنت خالد صدیقی کو ٹائیفائڈ سے اٹھنے کے بعد ڈاکٹر نے انجکشن جاری رکھنے کا مشورہ دیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ دواؤں کا استعمال بھی۔

— احمد عطا اللہ اور احمد الحسن دونوں نزلے و زکام میں مبتلا ہوگئے تھے ڈاکٹری علاج سے اب کسی قدر بہتر ہیں۔

— محمد خالد صدیقی پر خود انفلوانزہ کا بہت سخت حملہ ہوگیا تھا۔ علاج ڈاکٹری ہوا قدرے سکون ہے ابھی سینہ بالکل صاف نہیں ہوا۔

— ہمیں یہ معلوم کرکے مسرت ہوئی کہ ماجد حسن صاحب علوی کو چار سال کی مسلسل کوششوں اور جد و جہد کے بعد امسال پاکستانی شہریت مل گئی

— لاہور کی ایک تحریر سے معلوم ہوا ہے کہ محمد ابن علی صاحب علوی کے بڑے صاحبزادے علی جامعہ ملیہ کراچی میں داخلہ کیلئے لاہور سے کراچی آگئے موصوف کا دوسرا ڈگا امسال انٹرمیجیٹ کے امتحان میں بیٹھ رہا ہے

— راولپنڈی کی ایک معتبر تحریر انجم سلمہ پسر فدا احمد عباسی کے حسن کا مفصل حال معلوم ہوا۔ بیچارہ ابھی تک اسپتال میں پڑا ہے ران کی ہڈی ہنوز اپنی جگہ پر نہیں آئی ہے۔ لوہے کی پن ایک طرف سے دوسری طرف نکال کر بذریعہ پوٹر وزن کی ایک تھیلی لٹکائی گئی ہے جس سے چار پانچ دن سخت تکلیف رہی۔ ایکسرے سے پتہ چلا کہ ابھی ہڈی اپنی جگہ پر نہیں بیٹھی ہے اگر دو چار دن میں ٹھیک ہوگئی تب پلاسٹر چڑھایا جائے گا۔ اسپتال میں شاہد علی دلپسند شاکر میاں صاحب، تیمار داری کر رہے ہیں۔

بقیہ حالات وطن:-

— رسم منگنی: حیدرآباد کی ایک تحریر سے معلوم ہوا ہے کہ بشیر الدین صاحب عثمانی کی چھوٹی صاحبزادی لشریٰ فاطمہ کی رسم منگنی حیدرآباد کے نائب ناظم آغا تقدیر کے صاحبزادے جو بی ایس سی ہیں اور لے جی آفس میں ملازم ہیں۔ ۱۸ رنومبر کو بفضلہ تعالیٰ بخیر و خوبی انجام پائی اللہ مبارک کرے۔

— دہلی کی ایک خبر سے معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ بیگم غلام احمد صاحب فرقت آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی لائبریری میں لائبریرین کے عہدہ پر گذشتہ سال سے کام

کر رہی تھیں امسال مستقل ہوگئیں ساتھ ہی ساتھ لائبریری سائنس کی ٹریننگ بھی کر رہی ہیں۔

— والدہ محمد رضا صاحب انصاری ۲۵ رنومبر کی خبر ہے کہ موصوفہ ایک عزیزہ کی عیادت کرکے مشن اسپتال سے واپس ہو رہی تھیں کہ ایک ٹھیلے سے ٹکر ہوگئی رکشہ الٹ گیا۔ چوٹ کافی آئی۔ ڈاکٹر سے رجوع کیا گیا۔ اب طبیعت سکون پذیر ہے۔

— مقصود حسن علوی جو کہ اپنے اعزا سے ملنے کراچی سے وطن آئے تھے ۱۲ رنومبر کو واپس چلے گئے

— بیگم انصار احمد علوی کے یہاں ڈفرن اسپتال لکھنؤ میں لڑکا پیدا ہوا زچہ و بچہ خیریت سے ہیں۔

کاپی پرچا چکی تھی کہ یہ پر مسرت خبر ملی کہ ۱۷ رنومبر بروز منگل عبد منجیب عزیزی امین احمد سلمہ کے یہاں لڑکی تولد ہوئی۔ زچہ و بچہ الحمد للہ بخیریت ہیں۔ اللہ مبارک کرے۔

پاکستانی ڈاک

چاٹگام کی خبریں۔

— جناب منشی منظور علی صاحب علوی کا مزاج ہوا لگ جانے کی وجہ سے ناساز ہوگیا تھا ہاتھ پیر میں سکت کم محسوس ہوتی تھی۔ ڈاکٹری علاج کافی توجہ سے کیا گیا۔ اب بحمد اللہ اچھے ہیں۔

— محمد عقیل باسط ابن محمد امین صاحب علوی احاطہ شاہ رحیم باسط صاحب اپنے مکان کی چھت پر سے گر پڑے خدا نے اپنا رحم کیا داہنی آنکھ بال بال بچ گئی۔ انتہائی گہرا زخم آیا۔ بہت ہی جانفشانی سے علاج کیا گیا اب بالکل اچھے ہیں۔

— حسن ارشاد صاحب" بن ارشاد محمد صاحب جنہوں نے اس سال چارٹرڈ اکاؤنٹنسی کا امتحان پاس کیا ہے آٹھ سال ولایت میں قیام کے بعد چاٹگام واپس آگئے۔ اور اپنے والدین کے ہمراہ "قدیم لینڈ" میں مقیم ہیں۔ ہم اس سلسلہ میں جناب ارشاد محمد صاحب کو مع ان کی اہلیہ کے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

— نجیب خلف محمد واثق صاحب علوی کو ڈیفتھیریا دخناق کا انجکشن دیا گیا تھا جس کی وجہ سے بخار آگیا جو بھی غذا دی جاتی ہے وہ ہضم نہیں ہوتی ضعف ہوگیا ہے خدا جلد صحت عطا فرمائے۔

— جناب اہل خانہ ساجد حسین صاحب مینائی اپنی صاحبزادی و داماد جناب محمد امین صاحب علوی سے ملنے کی غرض سے چاٹگام تشریف لائیں۔ آپ کا قیام تقریباً دو ماہ رہا اس سفر کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ موصوفہ رام پور سے تنہا چاٹگام آئیں اور واپس تشریف لے گئیں۔

— برخوردار احمد ابن محمود و محمد آصف صاحب علوی کو یکایک ۱۰۴ درجہ بخار ہوگیا۔ تمام دن تپ ہوتی رہی کافی دست آئے اب حرارت میں کمی ہے۔ ہم دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو جلد از جلد صحت کاملہ عطا فرمائے آمین۔

— عائشہ بنت محمد خالد صاحب انصاری کو نزلہ و بخار کی شکایت ہوگئی خدا کرے جلد اچھی ہو جائے۔

— میناامین بنت محمد امین صاحب علوی کو سخت نزلہ اور زکام ہونے کے علاوہ دست آرہے ہیں کمزوری کافی ہوگئی ہے ہومیوپیتھک علاج برابر ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد از جلد صحت عطا فرمائے آمین۔

— جناب کیپٹن شہاب احمد صاحب دورہ یورپ سے بخیریت واپس آگئے ہیں اہلیہ صاحبہ آجکل کراچی میں مقیم ہیں۔

— جناب محمد باسط صاحب علوی خلف عبد الرحمن صاحب آج کل ڈھاکہ سے مع اہلیہ کے اپنی تعطیلات کے بہترین ایام گذارنے کے لئے چاٹگام جیسی پرفضا مقام پر تشریف لائے ہیں۔

— جناب محمد عارف صاحب علوی کو زیادتی دوران خون ہائی بلڈ پریشر کی شکایت ہوگئی تھی جناب حکیم مشیر الحسن صاحب شفائی کے زیر علاج رہے اب اللہ کا شکر ہے کہ طبیعت اچھی ہے

— جناب محمد امین صاحب علوی پر ملیریا کا شدید حملہ ہوگیا تھا مسلسل آٹھ دن تک ناک سے خون آیا مختلف ڈاکٹروں کا علاج ہوا۔ بہت سخت پریشان رہے اب سول سرجن کا علاج ہے جس سے کچھ افاقہ ہے۔

— جناب عظیم حیدر خلف کلیم الدین صاحب رخصت پر چاٹگام آئے ہوئے تھے اسی درمیان میں ان پر زیادتی دوران خون ہائی بلڈ پریشر کا دورہ پڑ گیا۔ ڈاکٹری علاج سے آپ کو افاقہ ہوا۔ اور اب آپ اپنے مستقر پر واپس چلے گئے اہل خانہ جناب عظیم حیدر صاحب کو سخت دانتوں کے درد کی شکایت پیدا ہو گئی تھی جس نے اس حد تک شدت اختیار کی کہ آپ کو تمام دانت نکلوا دینا پڑے اب بحمد اللہ اچھی ہیں۔

— جناب شفیق احمد صاحب سلمان کے پیٹ میں درد کی شکایت تھی معالج کے مشورہ پر اسپتال میں داخل کیا گیا ایکسرے بھی لیا گیا اب خدا کے فضل سے اچھے ہیں اور مکان واپس آگئے ہیں۔

— اہلخانہ ساجد حسین صاحب مینائی کو اہلیہ محمد آصف صاحب علوی نے اپنے دولتکدے پر دعوت دی جس میں دوسرے احباب نے بھی شرکت کی۔

(بقیہ صفحہ ۶ پر)

حالات وطن

الوداعی پارٹیاں:-

— ظہیر الدین صاحب اور سیر کیپال کا تبادلہ ہو گیا۔ جیسا کہ ہم گذشتہ اشاعت میں شائع کر چکے ہیں۔ دوسرے دوست سنتیش چندر سریواستوا اور سیر بلاک کاکوری نے اپنی جوانمردی سے اپنی خدمات محاذ جنگ کے لئے وقف کر دیں۔ چونکہ دونوں حضرات ہمارے روزی کلب کاکوری کے سرگرم ممبر تھے لہذا کلب کی طرف سے ان دونوں حضرات کو شاندار پارٹی دی گئی۔ پارٹی اسپتال کے میدان میں ہوئی جس میں ایل. بی. ڈی. او صاحب. بلاک کے کل ممبران موجود تھے۔ پہلی تقریری سعید احمد صاحب سکریٹری سنگی۔ ان کے بعد محمد کامل خاں صاحب، بابولال ترپاٹھی۔ کے ڈی سنگھ لے. ڈی. او. کوآپریٹو۔ آخر میں جناب صدر نے پھولوں کے گجرے پہنائے اور پھر دونوں دوستوں نے جوابی تقریریں کیں۔

— ایک دوسری پارٹی اسی دن نوجوانان وطن کی طرف سے پیارے مرزا صاحب کے یہاں ہوئی۔ جس میں اچھی تعداد مخصوصین کی تھی۔ جس میں متعدد تقریریں ہوئیں۔ ظہیر الدین صاحب کی ہر دلعزیزی اور محبوبیت دیکھتے ہوئے ان کی جدائی پر ہر مقرر نے پُر درد لہجہ میں اظہار جذبات کئے۔ آخر میں ہار پہنائے گئے۔

علالتیں:-

— خان بہادر نظام الدین صاحب کے قلبی دورے کی اطلاع ہم گذشتہ پرچہ میں درج کر چکے ہیں۔ اب موصوف کو کسی قدر افاقہ ہو گیا تھا۔ تازہ اطلاع یہ ہے کہ موصوف پر انفلوئنزا کا شدید حملہ ہو گیا۔ ہچکی برابر آرہی ہے۔ کمزوری میں اضافہ ہو گیا ہے مقامی ڈاکٹر صاحب معالج ہیں۔

— بیگم فاروق حسن صاحب کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ ادھر تکالیف بڑھ گئیں۔ کھانسی کی تکلیف زیادہ ہے پرانے معالج ڈاکٹر زیدی صاحب کا علاج ہے۔

— شاکر میاں صاحب آج ایک ہفتہ سے زیادہ ہو گیا ہے۔ موصوف پر انفلوئنزا کا شدید حملہ ہو گیا تھا۔ مقامی ڈاکٹر کا علاج رہا۔ کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ دوسرے ڈاکٹر صاحب جین صاحب ہیں۔ تکالیف میں کمی ضرور ہے مگر ابھی نقاہت زیادہ ہے۔

— شرف مسلمہ اور قیصر مسلمہ دلپسران ڈاکٹر عزالدین صاحب) دونوں بچوں کے چیچک نکل آئی ہے اور چیچک بڑی والی ہے۔ دانے جب تک ابھر نہیں آئے زیادہ تکلیف رہی۔ اب معلوم ہوا ہے کہ کم ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف خود غالباً معالج ہیں۔

— بیگم ولی الدین احمد۔ لکھنؤ کی خبروں میں بتایا گیا ہے کہ موصوفہ ایک عزیزہ کی شادی میں گئی ہوئی تھیں وہاں سخت چوٹ کھا گئیں۔ چوٹ کمر کے نچلے حصہ میں آئی ہے جس سے نشست و برخاست مکلف ہے۔ پہلے تو ڈاکٹروں کی رائے سے پلاسٹر چڑھائے گئے اس سے کوئی افادہ نہیں ہوا اب ڈاکٹر سریواستوا معالج ہیں۔ ان کی رائے ہے کہ ہڈی میں نشان پڑ گیا ہے۔ انجکشن تجویز کئے ہیں جو آج سے شروع ہوں گے۔

— نصیر الدین حسین صاحب علوی کا چھوٹا بچہ عل سلمہ تخت سے گر گیا تھا۔ پاؤں میں چوٹ زیادہ آئی اس وقت تو کچھ خیال نہ ہوا۔ بعد میں ڈاکٹر کو دکھایا گیا تو معلوم ہوا کہ ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ خبر ملی ہے کہ آج لکھنؤ دکھانے گئے ہیں۔

ولادت:

— لکھنؤ سے یہ خبر اگرچہ ہم تک دیر میں پہونچی مگر نہایت مسرت ہوئی کہ فتح علی سلمہ (پسر حاجی احترام علی صاحب) کے محل میں ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب میں ۸ بجے کے قریب مشن اسپتال لکھنؤ میں بچی پیدا ہوئی اب الحمد للہ زچہ و بچہ دونوں بخیریت ہیں۔ اللہ مبارک کرے۔

— بیگم علی احمد صاحب جگوری (بنت نسیم الدین صاحب علوی) کے یہاں ۱۵یا ۲۰ دن ہوئے جگور میں بچہ پیدا ہوا بسبب نقاہت ولاغری بیمار ہو گیا۔ ہفتہ عشرہ زندہ رہ کر جان بحق ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ والدین بغرض علاج وطن آرہے ہیں۔

ضروری اطلاع: کاکوری اخبار [illegible]

ڈاکٹر سید احمد پرنٹر پبلشر نے سرفراز پریس میں چھپوا کر دفتر اخبار کاکوری پریم گنج کاکوری ضلع لکھنؤ سے شائع کیا۔